از مولانا عبدالحق صاحب چوہان　　　ناقل ابو معاویہ رحمانی چوہان۔

"اسلام کا تصور ریاست"

مجلس احرار اسلام کے سابق امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبدالحق چوہان رحمۃ اللہ علیہ ایک متبحر عالم دین اور محقق تھے۔ تاریخ وسیرت پر ان کی گہری نظر تھی۔ ان کے علمی و تحقیقی مضامین ومقالات ایک عرصہ تک نقیب میں شائع ہوتے رہے۔ ۲۰ ذوالحج ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۸، اپریل ۱۹۹۷ء کو ان کا انتقال ہوا مولانا ابو معاویہ رحمانی ان کے خاص شاگرد ہیں انہیں مولانا کے مسودات کی دیکھ بھال کے دوران چند غیر مطبوعہ تحریریں ملی ہیں۔ ذیل کی تحریر جناب ابو معاویہ رحمانی نے نقل کر کے قارئین نقیب کے لئے ارسال کی ہے۔ چونکہ یہ مسودات ابھی زیر تکمیل تھے اس لئے بعض جگہ ربط قائم نہیں تھا۔ جسے جناب رحمانی نے مربوط کر دیا ہے۔
ذیل کی تحریر جناب رحمانی کے شکریہ کے ساتھ قارئین کی نذر کی جارہی ہے۔ (مدیر)

خداوند قدوس نے بنی نوع انسان کو ایک ایسی ممتاز اور منفرد خصوصی فطرت سے نوازا ہے کہ وہ اس حیات مستعار کے ہر لمحہ میں تعاون باہمی اور اشتراک عمل کا محتاج ہے۔ انسان کی اس تمدنی زندگی میں ہر فرد اور جماعت کے لئے ایک دوسرے پر باہمی اشتراک کے باعث کچھ خصوصی حقوق ذمہ ہوتے ہیں جن کے تحفظ اور صیانت کے لئے انسان فطری طور پر ایک ایسے ضابطہ حیات اور قانون اجتماعی کا محتاج ہے جس کی آئینی دفعات انسان کے انفرادی اور اجتماعی حقوق کی متکفل ہوں اور باہمی تعدی اور تجاوز کا انسداد کرے۔

من عناية الله سبحانه بالانسان. ان خلق الانسان مدنى الطبع لايتم ارتفاقه الا بصحبة بنى نوعه. واجتماعهم وتعاونهم (البدور البازغه ص۸۴)

خداوند قدوس کی عنایات میں سے انسان پر ایک عنایت یہ ہے کہ انسان کو اس طرح کا مدنی الطبع پیدا کیا ہے کہ اس کی زندگی کے منافع اپنے ہم نوع افراد کی صحبت ان کے اجتماع اور باہمی تعاون کے بغیر پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتے۔ انسان اپنی اس اجتماعی زندگی کے تحفظ اور باہمی تعاون کو مستحکم کرنے کے لئے فطری طور پر نظام حکومت کا محتاج ہے۔ اسلامی نظام حکومت ہی ایک ایسا نظام ہے جو کہ انسان کی تمدنی معاشرتی اور اخلاقی تمام ضروریات کا متکفل ہے اور یہی وہ نظام ہے جو کہ انسان کی اس فطری ضرورت کے تمام مقتضیات کو محیط ہے۔ نظام اسلامی اپنے خصوصی اور ممتاز اوصاف کے اعتبار سے انسان کے تمام اختراع کردہ نظامہائے حیات سے منفرد ہے۔ اسلامی نظام کو جن خصوصی اوصاف کے باعث برتری حاصل ہے ہے ان میں اسلامی ریاست کے قیام کی غرض وغایت۔ اسلامی ریاست کے تصور اقتدار، مجلس شوریٰ، کفالت عامہ اور قانونی مساوات کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔

انسان کی اس فطری ضرورت کے پیش نظر خداوند قدوس نے اسلامی نظام حکومت کے احکام نازل

فرمائے اختصاراً اسلامی نظام حکومت کے خصوصی اوصاف ذکر کئے جاتے ہیں۔

اسلامی نظام حکومت کی غرض غایت:۔

اسلامی ریاست کا مرکزی تصور اور اس کے قیام کا محور حصول تنعم و تعیش نہیں بلکہ اشاعت دین، اعلاء کلمۃ اللہ اور نظام عدل کا قیام ہے۔ اس لئے علماء سیاست نے اسلامی ریاست کی تعریف ان الفاظ سے بیان کی ہے۔

الخلافة هي الرياسة العامة في التصدى لاقامة الدين باحياء العلوم الدينية واقامة اركان الاسلام والقيام بالجهاد ومايتعلق به من ترتيب الجيوش والغرض للمقاتلة واعطائهم من الفئى والقيام بالقضاء وقامة الحدود ودفع المظالم والامر بالمعروف والنهى عن المنكر نيابة عن النبى صلى الله عليه وسلم (ازالة الخفاء ص۲ ج۱)

ترجمہ:۔ خلافت ایک ایسی ریاست عامہ ہے جس سے مقصود احیاء علوم دینیہ کے ساتھ اقامت دین ہے اور ارکان اسلام کا قائم کرنا اور جہاد کا قیام اور جہاد کے متعلق جو امور ہوں جیسے لشکروں کی ترتیب۔ مجاہدین کی تنخواہوں کا تقرر اور مال فئی میں سے ان کو حصہ دینا۔ قاضیوں کا تعین اور اقامت حدود اور مظالم کا انسداد، نیکی کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا خلیفہ وقت امور خلافت کو اس اعتبار سے سرانجام دے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نائب ہے۔

اسلامی نظام حکومت اپنے جن اوصاف اور خصوصیات کے باعث دوسرے نظاموں سے ممتاز اور منفرد ہے اگرچہ وہ متعدد اور بے شمار ہیں لیکن ان میں سے سب سے جو اہم امر ہے وہ یہ ہے کہ اسلامی ریاست ایک نیابتی اور خلافتی حکومت ہے جس میں اقتدار اور اختیار اعلیٰ کا سرچشمہ تمام تر خداوند قدوس کی ذات والاصفات ہے۔ اسلامی ریاست کا قانون خدا کا قانون ہے اس میں حکومت خدا کی حکومت ہے۔

اعلم انه لا حاكم سوى الله تعالىٰ ولاحكم الاماحكم به (كتاب الاحكام فى اصول الاحكام از علامه آمدى المتوفى (۶۳۱ھ ص۱۱۳ ج۱)

جاننا چاہیے کہ حکم دینے والا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں اور حکم وہی ہے جس کا اللہ نے حکم فرمایا ہے۔

اسلامی ریاست کی اس تعریف کے بیان کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی نظام عدل کے اہم فریضہ کی انجام دہی کی ذمہ داری کے اعتبار سے اس میں ہر شخص ایک طرح سے خود حاکم ہے اور خود ہی محکوم ہے کیونکہ اسلامی سلطنت نہ تو خلیفہ وقت کی ملکیت ہے اور نہ ہی اس کے خاندان کی بلکہ ملکیت تو صرف خدا کی ہے لیکن نیابت سارے مسلمانوں کا یکساں حق ہے۔

الا كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته والرجل راع على اهل بيته وهول مسئول عن عنهم والمرأة داعيته على بيت بعلها وولده وهى مسئولة عنهم العبد راع على مال سيده وهو مسئول عنه الافكلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته.

ترجمہ:۔ ہاں تم سب نگران ہو اور تم سب سے اپنے زیر نگرانی اشخاص و رعایا کی باز پرس کی جائے گی۔ مرد اپنے گھر والوں کا نگران ہے اور اس سے اس کے گھر والوں کی پرسش کی جائے گی اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور بال بچوں کی نگران ہے اس سے ان کے متعلق سوال ہوگا اور غلام اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اس سے اس کی بابت پوچھا جائے گا ہاں ہوشیار رہو تم سب نگران ہو اور تم سے اس کے زیر نگران کے بابت باز پرس کی جائے گی۔ الامام الذی علی الناس راع ھو مسئول عن رعیتہ

وہ امام جو لوگوں پر مقرر ہے وہ نگران کار ہے اس سے اس کے زیر نگرانی اشخاص کے متعلق باز پرس ہوگی۔

اور ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ اپنے حیطۂ اختیار میں تحفظ امانت اور نظام عدل کے قیام کی جدوجہد اور سعی مسلسل میں مصروف رہے۔ اور خلیفۂ وقت کی تمام تر مساعی کا مرکزی محور صرف اور صرف اقامت دین اور نظام عدل کا قیام ہے۔ اسلام کے اساسی دستور کی طرف خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں ان الفاظ کے ساتھ اشارہ فرمایا ہے۔

ایھاالناس قد ولیت علیکم ولست بخیرکم فان احسنت فاعینونی وان اسأت فقو مونی الصدق امانۃ والکذب خیانۃ والضعیف فیکم قوی عندی حتی آخذلہ حقہ، والقوی ضعیف عندی حتی آخذمنہ الحق اطیعونی فی ما اضعت اللّٰہ ورسولہ فاذا عصیت اللّٰہ ورسولہ فلاطاعۃ لی۔

ترجمہ:۔ اے لوگو میں تمہارا ولی مقرر کیا گیا ہوں میں تم سے بہتر نہیں ہوں اگر میں بھلائی کروں تو تم میری مدد کرو اور اگر میں برائی کروں تو مجھے سیدھا کرو۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔ تم میں سے جو ضعیف ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے یہاں تک کہ میں اس کا حق دلوا دوں اور قوی ضعیف ہے یہاں تک کہ اس سے غریب کا حق لے لوں۔ میری اطاعت کرو اس وقت تک جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا رہوں اگر میں اللہ و [illegible] سول کی نافرمانی کروں تو میری اطاعت تم پر لازم نہیں یہی وجہ ہے کہ اسلامی ریاست کے مناصب و عہدہ جات طلب زر اور حصول تعیش و تنعم کے لئے بلکہ محض اشاعت دین کے لئے بطور امانت کے باصلاحیت، متدین اور احساس ذمہ داری کے جذبہ رکھنے والے افراد امت کو تفویض کئے جاتے ہیں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں اس نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

اللھم انی اشھدک علی امراء الامصار فانی بعثتھم لیعلّمون الناس دینھم و سنۃ نبیھم ویقسمون فیئھم ویعدلون (ازالۃ الخفاء ص۶۴ ج۲)

ترجمہ:۔ اے اللہ! میں شہروں کے عمال پر تجھے گواہ بناتا ہوں میں ان کو صرف اس لئے مقرر کر کے بھیجتا ہوں تا کہ لوگوں کو ان کا دین اور ان کے پیغمبر کی سنت سکھلائیں اور ان کے اندر مال فیٔ تقسیم اور ان کے درمیان نظام عدل قائم کریں۔

اور ایک دوسرے خطبہ میں خود عمال ہی کو خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔

الاوانی لم ابعثکم امراء ولاجبارین ولکن بعثتکم أئمة الهدی یهتدی بکم فأدّوا علی المسلمین حقوقهم ولا تضربواهم فتذلوهم ولاتحمدوهم فتفتنوهم ولا تغلقو الابواب دونهم فیأ کل قویهم ضعیفهم ولا تستأثروا علیهم فتظلمواهم.

ترجمہ:۔ خوب سمجھ لو! کہ میں نے تم کو حکمران اور سخت گیر بنا کر نہیں بھیجا بلکہ تمہیں بطور آئمہ ہدایت کے مقرر کیا ہے تا کہ لوگ تمہارے ذریعے ہدایت حاصل کریں پس مسلمانوں کے حقوق ادا کرو ان کو زدو کوب نہ کرو کہ وہ ذلیل ہو جائیں ان کی تعریفیں نہ کرو کہ وہ (غلط فہمی میں پڑ کر تکبر کے) فتنہ میں مبتلا ہو جائیں ان کے سامنے اپنے دروازے بند نہ کرو کہ طاقتور کمزور کو کھا جائیں ان کے مقابلہ میں اپنے آپ کو ترجیح نہ دو کہ اس طرح ان پر ظلم نہ کرنے لگو۔

شوریٰ:۔ قرآن مجید میں مسلمانوں کے خصوصی اوصاف میں سے ایک وصف یہ بیان کی گئی ہے۔

وامرهم شوریٰ بینهم اور ان کا نظام باہمی مشورے پر مبنی ہوگا۔

اسلامی ریاست میں مجلس شوریٰ کو ایک خصوصی اہمیت حاصل ہے اسلام کے اندر مجلس شوریٰ کے دائرہ کار کو بھی متعین کیا گیا ہے مجلس شوریٰ میں وہ نئے پیدا ہونے والے حوادث و واقعات زیر بحث آئیں گے۔ جن کے متعلق قرآن، حدیث اور تعامل صحابہ میں کوئی واضح اور غیر مبہم حکم موجود نہ ہو اصحاب شوریٰ ایسے حوادث کے متعلق قرآن، حدیث اور تعامل صحابہ کی روشنی میں شرعی اجتہاد کے ذریعے احکام کا تتبع و تفحص کریں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مجلس شوریٰ کے ارکان قرآن وحدیث کے عالم اصابت رائے۔ تدین اور فقیہانہ بصیرت کے حامل ہوں اصحاب شوریٰ کے اوصاف کی طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد واضح ہے۔

ان النبی صلی الله علیه وسلم سئل عن الامر بحدث لیس فی کتاب ولاسنة فقال ینظرفیه العابدون من المؤمنین. (سنن دارمی باب التورع عن الجواب فیما لیس فی کتاب ص۲۸)

تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی ایسا معاملہ پیش آجائے جس کا ذکر نہ تو کہیں قرآن میں ہو اور نہ سنت میں تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا کہ اس معاملہ پر مسلمانوں کے صلح لوگ غور کر کے فیصلہ کریں۔

ایک دوسری حدیث میں ہے یہ مضمون حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس طرح منقول ہے

عن علی قال قلت یا رسول الله ان عرض لی امرلم ینزل قضاء فی امره ولاسنة کیف تأ مرنی قال تجعلونه شوری بین اهل الفقه والعابدین من المؤمنین ولاتقض فیه برأیک خاصة (رواه الطبرانی فی الاوسط)

ترجمہ:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر میرے سامنے کوئی ایسا معاملہ پیش آجائے جس کا ذکر قرآن مجید میں نازل نہ ہوا اور نہ ہی اس کا ذکر سنت میں ہو تو اس معاملہ میں آپ مجھے کیا طریقہ اختیار کرنے کا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس کو قانون اسلامی میں بصیرت رکھنے والوں اور عبادت گزار صالحین کے مشورہ سے طے کرو اور اس میں تنہا اپنی رائے سے کوئی فیصلہ نہ کرو۔

کتب سیرت و حدیث میں خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق مذکور ہے کہ وہ امور کہ جن کے متعلق کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی واضح ہدایت موجود نہ ہوتی تو آپ جلیل القدر صحابہ کے مشورہ سے ان امور کا فیصلہ کرتے تھے۔

حدثنا میمون بن مهران فقال کان ابوبکر اذا اذودعلیه الخصم نظرفی کتاب الله فأذا وجدفیه مایقضی بینهم قضی به وان لم یکن فی الکتاب وعلم من رسول الله صلی الله علیه وسلم فی ذالک الامرسنته قضی به فان اعباه خرج فسئل المسلین وقال اتانی کذاوکذا فهل علمتم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قضی فی ذالک بقضاء فربما اجتمع الیه النفر کلهم یذکر من رسول الله صلی الله علیه وسلم فیه قضا فیقول ابوبکر الحمدلله الذی جعل فینا من یحفظ علی نبینا فان اعیاه ان یجدفیه سنة من رسول الله صلی الله علیه وسلم جمع روس الناس وخیارهم فاستشارهم فأذا اجتمع رأیهم علی امرقضی به (سنن دارمی)

ترجمہ:۔ ہم سے میمون بن مہران نے روایت بیان کی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس جس وقت کوئی فریق معاملہ، کوئی مقدمہ لاتے تو آپ پہلے اس پر کتاب اللہ کی روشنی میں غور کرتے اگر اس میں ان کو کوئی ایسی چیز مل جاتی جس سے ان کے معاملہ کا فیصلہ ہو سکتا تو اس کے مطابق وہ فیصلہ کر دیتے اور اگر کتاب اللہ میں ان کو اس فیصلہ کے لئے کوئی چیز نہ ملتی اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی چیز مل جاتی تو پھر اس کے مطابق فیصلہ کرتے۔ لیکن اگر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی کوئی چیز نہ پاتے اور تلاش کر کے تھک جاتے تو پھر نکل کر مسلمانوں سے دریافت کرتے کہ میرے سامنے اس طرح کا معاملہ آیا ہے کیا کسی شخص کے علم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فیصلہ ہے جو اس قسم کے معاملہ سے متعلق ہو؟

بسا اوقات ایسا ہوتا کہ آپ کے پاس متعدد ایسے اشخاص جمع ہو جاتے جو اس قسم کے معاملہ سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فیصلہ بیان کرتے اگر ایسا ہوتا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس بات پر اللہ تعالی کا شکر ادا کرتے کہ امت کے اندر ایسے لوگ موجود ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم محفوظ کئے ہوئے ہیں۔ لیکن اگر اس کے بعد بھی ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی سنت نہ ملتی تو پھر قوم کے سربرآوردہ اور پسندیدہ افراد کو جمع کر کے ان سے مشورہ کرتے اور جب وہ کسی بات پر اتفاق کر لیتے تو اس

کے مطابق وہ اس معاملہ کا فیصلہ کر دیتے۔ اور خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق کتب سیرت میں ہے کہ کان من سیرۃ عمر رضی اللّٰہ عنہ انہ کان یشاور الصحابۃ ویناظرھم حتی تنکشف الغمۃ و نأتیہ الثلج فصار غالب قضایاہ وفتاواہ متبعۃ فی مشارق الارض ومغاربھا (حجۃ اللّٰہ البالغہ ص۱۳۲ ج۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طریق کار یہ تھا کہ وہ معاملات میں صحابہ سے مشورہ کرتے اور ان سے بحث کرتے یہاں تک کہ الجھن دور ہو جاتی اور دل پوری طرح مطمئن ہو جاتا یہ اس کا اثر ہے کہ ان کے فتوے اور فیصلے تمام مشرق اور مغرب میں معمول بہ بنے۔ کتب تاریخ و سیرت میں متعین طور پر اصحاب شوری میں جن حضرات کے اسماء گرامی مذکور ہیں وہ یہ ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

کفالت عامہ:۔

اسلامی ریاست کا مدار چونکہ اس امر واقعی پر ہے کہ اقتدار کا سر چشمہ خداوند قدوس کی ذات ولاصفات ہے اس لئے انسان دنیا میں خدا کا نائب اور خلیفہ ہے البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ یہ نیابت اور خلافت کا منصب جلیل اولاً اور بالاصالہ انبیاء علیہم السلام کے لئے ثابت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین کے لئے آپ کے توسط سے حاصل ہے۔

قاضی بیضاوی آیت انی جاعل فی الارض خلیفۃ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں والمرادبہ آدم علیہ السلام لانہ کان خلیفۃ اللّٰہ تعالیٰ فی ارضہ وکذالک کل نبی استخلفھم فی عمارۃ الارض وسیاسۃ الناس وتکمیل نفوسھم و تنفیذ امرفیھم۔

ترجمہ:۔ اور اس سے مراد آدم علیہ السلام ہیں کیونکہ وہ اس کی زمین میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ تھے اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو خلیفہ بنایا زمین کی آبادی اور لوگوں کی نگرانی اور نفوس کی تکمیل اور اللہ تعالیٰ کے احکام نافذ کرنے میں۔

اس لئے اسلامی ریاست میں خلیفہ وقت کا فرض ہے کہ وہ اس دنیا میں رب العالمین کی ربوبیت کا مظہر بن کر ایک ایسا صالح نظام قائم کرے جو ایک طرف روحانی اور اخلاقی برتری کا ضامن ہو تو دوسری طرف سیاسی تمدنی اور معاشی ترقی و کمال کا بھی متکفل و حاصل ہو۔ انہی وجوہ کی بناء پر اسلامی ریاست جہاں عوام کے اخلاق کو درست کرنے کا انتظام کرتی ہے وہاں اس بات کا بھی انتظام کرتی ہے کہ اسلامی ریاست کے اندر رہنے والا کوئی فرد بھی زندگی کی بنیادی ضرورت سے محروم نہ ہو۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

السلطان ولی من لاولی له ترجمہ:۔ حکومت ہر شخص کی دست گیر و مددگار ہے جس کا کوئی ولی نہ ہو۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اس کفالت عامہ کا بہت اچھا انتظام فرمایا اور برسرِ منبر اعلان فرمایا کہ انی قد فرضت لکل نفس مسلمة فی شهر مدی حنطة فطی خل
ترجمہ:۔ میں نے ہر مسلمان فرد کے لئے فی ماہ دو مد گندم اور دو قط سرکہ کے مقرر کئے ہیں۔
اگر بیت المال میں اتنی وسعت و گنجائش نہ ہو تو پھر یہ شہر کے اغنیا پر لازم ہے کہ اس شہر کے فقراء کی کفالت کریں چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ
ان الله تعالی فرض علی الاغنیاء فی اموالهم یقدر مایکفی فقراء هم فأن جاعوا اوعروا وجهدوا فیمنع الاغنیاء حق علی الله تعالیٰ یحاسبهم یوم القیامة ویعد بهم علیه (المحلی ص۱۵۸)
اللہ تعالیٰ نے اہل دولت کے اموال پر ان کے غریب بھائیوں کی معاشی حاجت کو بدرجہ کفالت پورا کرنا فرض کر دیا ہے۔ پس اگر وہ بھوکے ننگے یا معاشی مصائب میں مبتلا ہوں محض اس بناء پر کہ اہل ثروت اپنا حق ادا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن اس کی باز پرس کرے گا اور اس کوتاہی پر ان کو عذاب دے گا۔

مساوات:۔

اسلامی ریاست میں نظام عدل اور قانون کی بالادستی کے لحاظ سے ہر شخص برابر ہے حکومت الہیہ میں شرافت اور بزرگی کا معیار کسی خاص قبیلہ اور گروہ سے مختص نہیں بلکہ تقویٰ اور پرہیزگاری شرافت کا معیار ہے قرآن کریم نے انسانی اعمال کو شرف احترام کا مستحق ٹھہرایا ہے فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
یا معشر قریش ان الله قد اذهب منکم نخوة الجاهلیة وتعظیم باالآباء الناس من آدم وآدم من تراب (ابن ہشام ص۴۱۲ ج۲)
ترجمہ:۔ اے گروہ قریش! اب جاہلیت کا غرور اور نسب کا فخر خدا نے مٹا دیا ہے تمام انسان آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے بنے ہوئے ہیں
حجتہ الوداع کے موقع پر آپ نے اعلان فرمایا کہ
لیس للعربی فضل علی العجمی ولا للعجمی فضل علی العربی کلکم ابناء آدم و آدم من تراب
عرب کو عجم پر عجم کو عرب پر کوئی فضیلت نہیں تم سب کے سب آدم کے بیٹے ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے۔
ایک مرتبہ قریش کے معزز خاندان بنی مخدوم کی ایک عورت نے چوری کی اور چوری کی سزا اسلام میں قطع ید ہے بعض لوگوں نے اس عورت کی خاندانی عظمت کے پیش نظر اس کے لئے قانون میں کچھ رعایت حاصل

کرنا چاہی چنانچہ حضرت اسامہ بن زید سے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت ہی محبوب تھے درخواست کی گئی کہ وہ اس عورت کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کریں انہوں نے لوگوں کے اصرار کرنے پر مجبور ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کی۔ آپ نے ان کی اس سفارش پر سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا پھر لوگوں کے سامنے ایک خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ تم سے پہلے بہت سی قومیں اس وجہ سے ہلاک ہوئیں کہ جب ان میں کوئی معمولی آدمی ارتکاب جرم کرتا تو اسے سزا دیتے مگر جب کوئی بااثر آدمی یہ حرکت کرتا تو اس سے درگذر کرتے اس کے بعد نہایت ہی زور کے ساتھ آپ نے فرمایا کہ

والذی نفس محمد بیدہ لوسرقت فاطمة بنت محمد لقطعت یدھا.

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد نے چوری کی ہوتی تو میں اس کا ہاتھ بھی ضرور کاٹ دیتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک سپہ سالار کو ضروری ہدایت دیتے ہوئے اس اصول مساوات کی طرف ان الفاظ میں توجہ دلائی۔

لیس بین اللہ وبین احد بنسب الاطاعة والناس شریفھم ووضیعھم فی دین اللہ سواء

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ اور کسی شخص کے درمیان کوئی رشتہ نہیں ہے مگر اس کی اطاعت، اس وجہ سے خدا کے قانون میں شریف اور حقیر سب کے سب برابر ہیں۔

اسلامی ریاست کی یہی وہ خصوصیات ہیں کہ جن کے باعث حکومت الہیہ کو ظل اللہ کے ساتھ سے تعبیر کیا گیا ہے چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ

السلطان ظل اللہ فی الارض یأوی الیه کل مظلوم من عباداللہ

ترجمہ:۔ صالح حکومت زمین میں اللہ کے امن کا سایہ ہے جس کے دامن میں بندگان الٰہی میں سے ہر مظلوم پناہ پاتا ہے۔

رشوت خور

سرکاری ملازم کا اخلاق و کردار

رشوت خور سرکاری ملازم بد ترین اخلاق و کردار کا نمونہ ہوتا ہے یہ بے حیا نہ تو کسی کی عزت کرتا ہے اور نہ ہی اپنی اور اپنے گھر والوں کی ذلت ورسوائی کی پرواہ کرتا ہے۔

مہم برائے انسداد رشوت ستانی. لاہور